Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | ہفتہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ، ۲۱ اخاء ۱۳۶۸ہش، ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۳۸

خدا والوں کی فوقیت

"وہ لوگ جو خدا کے بن جاتے ہیں اور خدا کی صفات اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو خدا دوسروں پر فوقیت دیتا ہے اور ان کی خاطر بعض دفعہ بڑے بڑے انسانی گروہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے۔ اگر سچے دل سے کی ہے تو پہلے سارے گناہ ختم ہو گئے اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہوگا۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گزشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیں۔ اور تم نے اب ایک نیا جنم لیا ہے۔ یاد رکھو کہ جیسے یک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں اور اسے تاکید ہو کہ اب کرو گے تو سخت سزا ہوگی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے تو اسے سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی حال خدا تعالیٰ کا ہے۔ خدا قہّار ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا۔ جیسے وہ ستّار ہے ویسا ہی منتقم اور غیّور بھی ہے۔ قرآن کو بہت پڑھو نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ۔ بچوں کو نصیحت کرو۔ کوئی عمل اور بدعت ایسی نہ کرو جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صد ۱۸۲)

"توبہ کی انتہاء فنا ہے جس کے معنے رجوع کے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے نزدیک ہونا۔ یہی آگ ہے جس سے انسان صاف ہوتا ہے۔ جو شخص اس کے نزدیک قدم رکھنے سے ڈرتا ہے کہ کہیں آگ سے جل نہ جاوے وہ ناقص ہے لیکن جو قدم آگے رکھتا ہے اور جیسے پروانہ آگ میں گر کر اپنے وجود کو جلاتا ہے ویسے ہی وہ بھی گرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ مجاہدات کی انتہاء فنا ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صد ۱۸۳)

● مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر کی اہلیہ محترمہ تقریباً دو ہفتہ سے صاحب فراش ہیں۔ ۱۷ ستمبر کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ان کا چھوٹی آنت کا آپریشن ہوا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرماوے۔

● مکرم مولوی نسیم امروہوی صاحب سابق مربی سلسلہ ممالک مشرق بعید بیمار ہیں۔ احباب سے اس دیرینہ خادم سلسلہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا عطا فرمائے۔

وقفِ عارضی کا مقصد قرآن کریم سکھانا ہے

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا:-

"وقفِ عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۲ مئی ۱۹۶۹ء صہ ۳)

جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بعض دفعہ کچھ لوگ سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں ہاں (امام جماعت) نے کہہ دیا ٹھیک ہے تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی بھول جائے گا ہم بھی بھول جائیں گے۔ میں (اگر اللہ نے چاہا) نہیں بھولوں گا، خدا یاد کروا دیتا ہے۔ آپ بھولیں گے تو جرم کریں گے۔ میری تو دن رات کی یہ تمنّا ہے، دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے، میں کیسے بھول سکتا ہوں اس لئے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اس لئے نہ خود بھولیں اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے اور اس میں ہم پہلے ہی پیچھے رہ گئے ہیں، ضائع کرنے کا کون سا وقت رہ گیا ہے، اس لئے ہر شخص کی پیار محبت سے تربیت کریں اور اس میدان میں آگے لائیں۔ جو ایک دفعہ اس میدان کا سوار بن جائے گا پھر دوبارہ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ کام ہی ایسا ہے۔ جس طرح دنیا والے نشہ کرتے ہیں تو نشہ ان کو سنبھال لیتا ہے، اسی طرح (دعوت الی اللہ) ایسا کام ہے جو نشہ سے بڑھ کر طاقت پیدا کرنے والا ہے اور دعوت الی اللہ کا کام کرنے والے کو سنبھال لیتا ہے۔ داعی الی اللہ پھر داعی الی اللہ ہی رہتا ہے پھر اس کو کسی اور کام میں دلچسپی ہی نہیں رہتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۸۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ ۔ اخاء ۱۳۶۸ ہش ۔ ۲۱ ۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء

خدا کے ہاتھ میں ہاتھ

ہم جو کچھ کرتے ہیں ڈر کی وجہ سے کرتے ہیں یا محبت کی وجہ سے ۔ ناکامی کا ڈر ۔ غربت کا ڈر ۔ ذلت کا ڈر ۔ یا کامیابی کی محبت اور خواہش یا امارت کا حصول یا عزت کا پاس ۔ غرضیکہ یہ دو جذبے اپنے متعلق یا دوسروں کے متعلق ہماری کوششوں کا باعث بنتے ہیں اور اسی لئے کبھی اِدھر دیکھتے ہیں کبھی اُدھر دیکھتے ہیں ۔ عام طور پر جسمانی آنکھوں کو نظر آنے والی چیزوں کی طرف دیکھ کر ہمیں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں کچھ ملے یا کسی بات سے ہم بچ جائیں ۔ کوئی ہماری مدد کرے ۔ کوئی طاقت ور دوست ہو ۔ کوئی با اختیار افسر ہو ۔

لیکن عام طور پر عام لوگوں کی نظر اس طاقت ور پر نہیں پڑتی ہے جو ہے تو سب سے زیادہ طاقتور لیکن جسمانی آنکھوں سے پوشیدہ ہے ۔ جو ہمارے ہر کام آ سکتا ہے ۔ ڈر کے موقعہ پر بھی اور محبت کے موقع پر بھی ۔ نقصان سے بچنے کے لئے بھی اور فائدہ کے حصول کے لئے بھی لیکن چونکہ دائیں بائیں آگے پیچھے وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس لئے ہم عام طور پر نظر آنے والوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں ۔ لوگوں سے ڈر جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نقصان پہنچائیں گے ۔ جسمانی طور پر ۔ مالی طور پر ۔ ہماری عزت پر حملہ کریں گے اور یہ سب باتیں ہمیں ڈرا دیتی ہیں ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے ۔ جب تک کہ آسمانوں کا خدا اس بات کا فیصلہ نہ کرے کہ یوں ہونا چاہیئے ۔ ہمارے ڈر اور محبت کا منبع خدا کی ذات ہونی چاہیئے ۔ اگر ہر چیز اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اور ہر چیز کی حرکات و سکنات کا وہی باعث ہے تو پھر ہماری نظر تو سب سے پہلے اسی کی طرف اٹھنی چاہیئے ۔ ہمیں نقصان سے وہی بچا سکتا ہے اور ہماری بھلائی کے کام وہی ترتیب دے سکتا ہے ۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام کرتا ہے تو اس کا واضح اور قابل فہم مطلب یہ ہے کہ وہ سامان پیدا کرتا ہے ۔ کسی افسر نے مدد کی تو خدا تعالیٰ کے اشارہ پر کی ۔ کسی نے فائدہ پہنچایا تو اس کے حکم سے ایسا کیا ۔ کسی نے ہمارے خوف کو زائل کیا تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم پر ہوا ۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں تو یقیناً ہر کام میں ہمیں خدا تعالیٰ کا ہاتھ نظر آئے اور ہمارا مطمع نظر زمین کی پاتال سے اٹھ کر آسمان کی بلندیوں پر جا پہنچے ۔ ہم انسانوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کی بجائے اپنے خدائے ذوالجلال کے ہاتھ میں ہاتھ دیں ۔

بچے بوڑھے مرد اور عورت
سب پر طاری ہے اک ہیبت
ہر ہر آن دھماکہ بم کا
ہے لبنان کی کیسی قسمت

ابوالاقبال

جھگڑے ہے پھول پھول لڑے ہے کلی کلی
ہوتا ہے ان دِنوں یہ تماشا گلی گلی

آیت کی طرح یاد ہے حُفّاظِ شہر کو
چہرہ وہ بھولا بھالا وہ باتیں بھلی بھلی

یادش بخیر کتنی حسیں غم کی رات تھی
یہ دو گھڑی کی بات تھی جب تک چلی۔ چلی

بارش ہوئی تو اَور بھی جلنے لگے بَدن
سُوکھی زمیں پُکار اُٹھی مَیں جلی۔ جلی

چہروں کے زرد چاند پڑے ہیں زمین پر
مٹی میں مِل رہا ہے یہ سونا ڈلی ڈلی

لیٹے ہوئے ہیں کیکر کے سائے زمین پر
دوپہر بھی ستم گی ہے جیسے ڈھلی ڈھلی

وہ بے نیاز چاہے تو ساری انڈیل دے
یوں جوڑنے کو جوڑے ہے بندہ پلی پلی

کرتے رہے "جھروکۂ درشن" سے گفتگو
پرچا کے پاس چل کے نہ آئے مہابلی

کیا چاند رات کا اسے مُطلق پتہ نہ تھا
اس نے جو اپنی مانگ میں یہ چاندنی مَلی

خُود دار۔ غم شناس۔ خطاکار۔ بے ہُنر
سب جانتے ہیں آپ کو مضطرؔ گلی گلی

چوہدری محمد علی

ایک رُوحانی نہر

الفضل دوسرے عام اخباروں کی طرح محض ایک روزانہ پرچہ نہیں بلکہ ایک روحانی نہر ہے ۔ جس سے کشت احمدیت سیراب ہو رہی ہے اور لوگ اس سے تسکین پا رہے ہیں ۔ آپ بھی اس سے اپنے ایمان کی کھیتی کو سیراب کرنے کا سامان کیجئے ۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمی مسائل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا رہے)

مسئلہ شرک

یاد رکھنا چاہیئے کہ شرک کا مسئلہ ایسا سیدھا سادہ نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ نہایت باریک مسئلہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر قومیں جو بظاہر شرک کی مخالف ہیں۔ عملاً شرک میں مبتلا پائی جاتی ہیں۔ اور اس کا سبب یہی ہے کہ وہ شرک کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شرک کوئی ایک تعریف نہیں ہے۔ بلکہ مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے اس مرض کی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جب تک اسے ایک تعریف کے اندر لانے کی کوشش کی جائے۔ اس وقت تک یہ مسئلہ ایک عقدہ لاینحل ہی رہتا ہے۔ میرے نزدیک شرک مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے۔

اوّل: یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں ہیں۔ جو یکساں طاقتیں رکھتی ہیں اور سب کی سب دنیا کی حاکم اور سردار ہیں، یہ شرک فی الذات ہے۔

دوسرے: یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبّر ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں جن میں کمالات تقسیم ہیں۔ کسی میں کوئی کمال ہے اور کسی میں کوئی۔ یہ شرک بھی شرک فی الذات میں ہی داخل ہے۔

تیسرے: وہ اعمال جو مختلف قوموں میں عاجزی اور انکساری کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے جو حد درجہ کے انتہائی عاجزی کے اعمال ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کے لئے اختیار کرنا۔ مثلاً سجدہ۔ انتہائی ادب اور تذلّل کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ پس یہ عمل صرف خدا کے لئے جائز ہے۔ کسی اور کے لئے نہیں۔ لیکن سجدے کے علاوہ بھی مختلف اقوام میں مختلف حرکات بدن انتہائی تذلّل کے لئے قرار دے دی گئی ہیں۔ جیسے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا رکوع وغیرہ کرنا۔ ان سب امور کو خدا تعالیٰ نے عبادتِ الٰہی کا حصّہ بنا دیا ہے۔ پس اب یہ عمل کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

چہارم: شرک کی چوتھی قسم یہ ہے کہ انسان اسباب ظاہری کے متعلق یہ سمجھے کہ ان سے میری سب ضروریات پوری ہو جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ کے تصرّف کا خیال دل سے ہٹا دے۔ اور یہ خیال کرے کہ صرف مادی اسباب ہی ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں، یہ بھی شرک ہے۔ ہاں اگر یہ خیال کرلے کہ ان سامانوں میں خدا تعالیٰ نے فلاں طاقت رکھی ہے اور اس کے ارادے کے ماتحت ان کے نتائج پیدا ہوں گے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔

پنجم: شرک کی پانچویں قسم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ مخصوص صفات جو اس نے بندوں کو نہیں دیں۔ جیسے مُردہ کو زندہ کرنا، یا کوئی چیز پیدا کرنا یا خدا تعالیٰ کا ازلی اور غیر فانی ہونا ایسے امور میں خدا تعالیٰ کی خصوصیّت کو مٹا دیا جائے اور ان صفات میں کسی غیر کو شریک کر لیا جائے، خواہ اس عقیدے کی بناء پر ہی شریک کیا جائے کہ خدا نے اپنی مرضی اور اپنے اذن کے ساتھ یہ صفات یا ان کا کچھ حصّہ کسی خاص شخص کو دے دیا ہے، یہ بھی شرک ہی ہوگا۔

ششم: شرک کی چھٹی قسم یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے اور وہ یہ سمجھے کہ کسی شخص یا کسی چیز نے بلا ان اسباب کے استعمال کرنے کے جو خدا تعالیٰ نے کسی خاص کام کے لئے مقرر کئے ہیں اپنی خاص طاقت کے ذریعے سے اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے آگ کو جلانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ کسی شخص نے اپنی ذاتی طاقت سے بلا دوسرے ذرائع استعمال کرنے کے جو قانونِ قدرت میں رکھے گئے ہیں آگ لگا دی، تو یہ شرک ہوگا، لیکن اس میں مسمریزم وغیرہ شامل نہیں، کیونکہ یہ طاقتیں خود قانونِ قدرت کے اندر شامل ہیں کسی شخص کے ذاتی کمالات نہیں۔

ہفتم: شرک کی ساتویں قسم یہ ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ خدا کو کسی بندے سے ایسی محبت ہے کہ وہ اس کی ہر ایک بات مان لیتا ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ وہ بندہ خدائی طاقتیں رکھتا ہے۔

ہشتم: شرک کی آٹھویں قسم یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت نے کسی کام کے کرنے کی کوئی طاقت نہیں دی۔ اس کے متعلق یہ خیال کر لیا جائے کہ وہ فلاں کام کر لے گی، مثلاً خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے آپ کو سمیع قرار دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ کامل طور پر لوگوں کی دعاؤں کو سُنتا اور ان کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ یعنی فاصلہ اور وقت کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اب اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کی بجائے مُردوں کی قبروں پر جانا اور ان سے اپنی مرادیں مانگتا ہے۔ تو وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے السمیع ہونے میں مُردوں کو بھی شریک کر لیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اس کی صراحتاً تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودانِ باطلہ کو لوگ اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب مُردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے اس خیال کی تردید فرمائی ہے کہ ہمارے معبود بھی دلوں کے بھید جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ جو خالق ہو وہی اپنی مخلوق کی اندرونی طاقتوں اور ان کی ضروریات سے آگاہ ہو سکتا ہے مگر جن کو تم پکارتے ہو وہ تو خود سب کے سب مخلوق ہیں انہوں نے تمہارے حالات کو کیا جاننا ہے۔ اور پھر وہ مُردہ ہیں زندہ نہیں، انہوں نے تمہاری مدد کیا کرنی ہے۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ گویا ان کا انجام بھی دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی قبر پر جاتا اور مُردے کو کسی تصرّف کے لئے کہتا ہے تو وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی طرح بتوں دریاؤں سمندروں اور سورج اور چاند وغیرہ سے مرادیں مانگنا اور دعائیں کرنا بھی شرک میں ہی شامل ہے۔

نہم: شرک کی نویں قسم یہ ہے کہ ایسے اعمال جو مشرکانہ رسوم کا نشان ہیں، گو اب شرک کی مشابہت نہیں رکھتے۔ ان کا بلا ضرورت طبعی ارتکاب کیا جائے، مثلاً کوئی شخص کسی قبر پر دیا جلا کر رکھ آئے۔ تو خواہ وہ صاحب قبر سے دعا کرے یا نہ کرے یا صاحب قبر کو خدا سمجھے یا نہ سمجھے یہ فعل بھی شرک کے اندر آجائے گا۔ کیونکہ یہ عمل پہلے زمانے کے مشرکانہ اعمال کا بقیہ ہے۔ وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ مُردے قبروں پر واپس آتے ہیں، اور جن لوگوں کی نسبت معلوم کرتے ہیں انہوں نے ان قبروں کا احترام کیا ہے ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے کاموں کو تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی لئے لوگ قبروں پر دیئے یا پھول وغیرہ رکھ آتے تھے ان یادگاروں کو تازہ رکھنا بھی چونکہ شرک کی مدد کرنا ہے اسلئے یہ بھی شرک میں ہی داخل ہے۔ اسی طرح درختوں پر رسّیاں وغیرہ باندھنا۔ یا قبروں پر چڑھاوے چڑھانے اور ٹونے کرنے سب اسی قسم میں شامل ہیں۔ مَیں نے جو یہ کہا کہ بلا ضرورت طبعی ایسے کام کرنے منع ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کہیں جا رہا ہو اور راستے میں رات آجائے اور مجبوراً کسی مقبرے میں ٹھہرنا پڑے تو یہ ضروری نہیں کہ وہاں انسان اندھیرے میں ہی بیٹھا رہے بلکہ اگر دیا جلا کر روشنی کا انتظام کرلے تو یہ جائز ہوگا۔

دہم: شرک کی دسویں قسم یہ ہے کہ خواہ عمل نہ ہو مگر دل میں محبت، ادب، خوف اور امید کے جذبات اور لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ سے زیادہ یا اس کے برابر رکھے جائیں۔ کامل موحد وہی ہے جو شرک کی ان تمام اقسام سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی احدیّت پر سچے دل سے ایمان لائے حق یہ ہے مشرک انسان کا نقطہ نگاہ بہت ہی محدود کر دیتا ہے اور اس کی ہمّت کو گرا دیتا ہے اور اس کے مقصد کو ادنیٰ کر دیتا ہے، مشرک انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ براہِ راست خدا تک نہیں پہنچ سکتا، اور اسے کسی واسطے کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور انسانوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں رکھا، اور سب انسانوں کے لئے اس نے اپنے قرب کے دروازے کھلے رکھے ہیں جو چاہے ان میں داخل ہو جائے۔ بے شک ایک دنیوی بادشاہ کے لئے سب رعایا سے تعلق رکھنا ممکن نہیں ہوتا مگر خدا تعالیٰ کی طاقتیں محدود نہیں ہیں اسکی طاقت اور قدرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ سب سے براہِ راست تعلق رکھے اور انہیں اپنے قرب میں جگہ دے۔

مربیان کرام کیلئے

ایک ضروری اعلان یہ ہے کہ وہ جب بھی ربوہ تشریف لایا کریں تو دفتر حدیقۃ المبشرین میں بھی حاضر ہو کر اپنا ریکارڈ چیک کر لیا کریں۔ اور ضروری معلومات نوٹ فرما لیا کریں تا کام میں سہولت رہے۔

(سیکرٹری حدیقۃ المبشرین۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔سین

میخائل گورباچوف کی سیاست

بل کیلر کہتے ہیں کہ میخائل گورباچوف کی شخصیت میں یہ تضاد نہایت واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ جبکہ روس سے باہر کے لوگ ان کے اور ان کے کام کے زیادہ سے زیادہ گرویدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے اپنے ملک کے باشندوں کی اکثریت کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس جادو کے اثر سے بالکل محفوظ ہیں۔ اگرچہ گورباچوف کو بش ایڈمنسٹریشن نے اپنے سینے سے لگایا ہے اور کہا ہے کہ وہ دونوں مل کر دنیا کو امن دیں گے اور اسی طرح وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر نے بھی ان کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ واقعی بہت بہادر اور دور اندیش انسان ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ ان میں یہ خصوصیت نہیں ہے یا ان کی سیاسی طاقت اتنی نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو امن و استحکام اور فراوانی دے سکیں۔ بالٹک کی ریاستیں سر اٹھا رہی ہیں۔ آرمینیا اور آذر بائیجان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ سول وار کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ اور جہاں تک خورد و نوش کی اشیاء کا تعلق ہے وہ بھی لوگوں کے لئے ایک خطرہ پیدا کر رہی ہیں لوگ یہ چاہتے ہیں کہ گورباچوف جادو کی چھڑی ہلائیں اور ساری تکلیفیں دور ہو جائیں۔ یہ کیا بات ہے کہ وہ باہر تو یہ سمجھے جاتے ہیں کہ وہ اپنے جملہ امور کے ماہر ہیں حالانکہ ان کے اپنے شہری انہیں بالکل بے اثر شخصیت سمجھتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یکطرفہ چھوٹ دی جا رہی ہے۔ اسلحے کے سلسلے میں بھی انسانی حقوق کے سلسلے میں بھی اور اسی طرح افغانستان کی جنگ کے سلسلے میں بھی لیکن وہ ان رعایات کو اکثر اس طریق سے اپنے پروگرام میں شامل کرتے ہیں کہ جتنی رعایات بظاہر نظر آتی ہیں ان سے وہ خاصی کم ہوتی ہیں۔ قبل اس کے کہ روس مشروط طور پر اپنے مطالبے کو ختم کرتا کہ واشنگٹن خلاء میں تحفظی میزائل کا پروگرام ترک کرے انہوں نے اس بات کا انتظار کیا کہ امریکہ کی کانگریس از خود خرچ کی جانے والی رقم کی منظوری سے ہاتھ کھینچ لے یہ ایک ایسی بات تھی کہ مسٹر گورباچوف از خود ہی اعلان کر سکتے تھے۔ یہ یکطرفہ رعائتیں کسی صورت میں بھی اپنے ہاں امن کا باعث نہیں بن رہیں۔ کیونکہ جہاں تک قومی ضروریات کا تعلق ہے۔ مختلف اور متضاد خیالات کے گروہوں کا آپس میں تعاون از حد ضروری ہے۔ یہ گروہ اپنے مفاد کو ایک اصول اور معاشی عدل کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ ایک اور وجہ جس کے برعکس نظر مغربی اقوام گورباچوف کی شخصیت کو حیران کن سمجھتے ہیں یہ ہے کہ بیرونی ممالک میں ان کی پالیسی خاصی تسلی بخش معلوم دیتی ہے۔ معاہدوں پر دستخط ہوتے ہیں۔ ہتھیار تباہ کئے گئے ہیں بٹے ہوئے خاندان آپس میں ملے ہیں اور فوجی دستے واپس اپنے گھروں میں پہنچ گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لوگ اس وقت اپنے آپ کو زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں۔ اپنے وطن میں گورباچوف جو کچھ کر رہے ہیں وہ لوگوں کے اطمینان کا باعث معلوم نہیں دیتا۔ وہ زیادہ آزادی دینا چاہتے ہیں۔ اور لمبے عرصے پر پھیلی ہوئی اچھی زندگی کی امید۔

وفات شدہ بریژنف کا زوال

یہ خبر تو کئی دنوں سے چکر لگا رہی تھی کہ سوویت یونین کے ایک سابق رہنما لیونڈ بریژنف کو ان کے دوسری عالمی جنگ کے متعلق دیئے گئے اعزاز واپس لے لئے گئے ہیں، لیکن اب سرکاری طور پر اس خبر کی توثیق ہو گئی ہے۔ اس فرمان پر میخائل گورباچوف کے دستخط ہو گئے ہیں اور گذشتہ جمعرات کے روز انہیں تمام اعزازات سے جن کا تعلق آرڈر آف وکٹری سے تھا جو ملک کا سب سے بڑا قومی اعزاز ہے واپس لے لئے گئے۔ یہ خبر اخباروں کو روس کی سرکاری ایجنسی تاس نے مہیا کی ہے۔ ایک لمبے عرصے سے مؤرخ اور جنگ کے آزمودہ کار سپاہی بریژنف کو ۱۹۷۸ء میں دیئے گئے ایوارڈ کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ۱۹۴۳ء میں بلیک سی ساحل پر جو جنگ ہوئی تھی وہ تو نہایت معمولی تھی۔ گذشتہ جولائی میں کمیونسٹ روزنامے پراودا نے بریژنف کے اس ایوارڈ کے حصول کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا کیونکہ یہ اعزاز خاص طور پر فوجی کمانڈروں کو اس صورت میں ملتا ہے کہ انہوں نے لڑائی کے کسی بڑے حصے کے دوران فتح حاصل کی ہو۔ ملایا زملیا کی جنگ جس میں جرمن فوجوں کو وہاں اترنے سے روکا گیا تھا کو روسی جنگی مؤرخوں نے کوئی زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔ لیکن ۱۹۶۰ء میں جبکہ بریژنف اعلیٰ عہدے پر پہنچے تو اس جنگ کو اہمیت دی جانے لگی، روسی مصنفین نے یہ بات پیش کرنی شروع کر دی کہ جنگ کا یہ حصہ تو ایک ایسا سنگِ میل تھا۔ کہ جہاں سے فتح کی طرف مڑا جا سکتا تھا اور اس کو سٹالن گراڈ اور لینن گراڈ کی حفاظتی جنگوں کے برابر قرار دینا شروع کر دیا، بریژنف نے از خود اس جنگ کے متعلق لکھا کہ وہ اس وقت بالکل موت کے منہ میں جا رہے تھے۔ اور اس وجہ سے انہیں سب سے بڑا روسی ادب کا انعام بھی دیا گیا۔ اسی سلسلے میں ایک گیت لکھا گیا جو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر گایا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بریژنف دوسری عالمگیر جنگ میں پارٹی کے ہزاروں لوگوں میں سے ایک تھے جو فوجی نہیں تھے بلکہ سویلین تھے۔ لیکن فوجوں کے ساتھ انہیں منسلک کیا ہوا تھا۔ روس کے ذرائع ابلاغ نے اس بات کا شکوہ کیا ہے کہ بریژنف کے ۱۸ سالہ دور میں ایسے اعزازات کی ہتک کی گئی ہے کیونکہ میڈل اور ایوارڈ اس قدر زیادہ تعداد میں دیئے جاتے تھے کہ ان کا کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا۔ یہ عام طور پر یوم پیدائش پر یا اور برسیوں یا سالگرہ کے موقعہ پر دیئے جاتے تھے۔

لبنان کی پارلیمنٹ

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ سعود الفیصل نے گذشتہ روز کہا کہ لبنان کی پارلیمنٹ کا جو اہم اجلاس طائف سعودی عرب میں ہو رہا ہے سے ناکام نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس دوران شاہ فہد نے بھی اس ارادے کا اظہار کیا ہے کہ وہ لبنان کی تعمیر نو کے لئے ہر قسم کی مدد دیں گے۔ لبنان گذشتہ ۱۴ سال سے خون میں نہا رہا ہے۔ لبنانیوں، عربوں اور عالمی اداروں کا یہ فیصلہ ہے کہ اس اجلاس کو کسی صورت بھی ناکام نہ ہونے دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بیروت میں بمباری کا ختم ہونا اور لبنانی پارلیمنٹ کا یہاں اجلاس کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نتائج اچھے نکلیں گے۔ شہزادہ سعود الفیصل نے کہا کہ فضا تو نہایت دوستانہ ہے۔ لیکن ابھی گمبھیر مسائل سامنے نہیں آئے یعنی ان پر گفت و شنید شروع نہیں ہوئی۔

جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں لبنانی پارلیمنٹ کا یہ اجلاس سہ رکنی کمیٹی کے فیصلہ جات کی ایک شق کے ماتحت منعقد کیا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ جہاں تک اس کی کامیابی کا تعلق ہے وہ لبنانیوں کا اپنا کام ہے۔ یعنی اگر وہ چاہیں تو امن قائم ہو سکتا ہے اور دوسرے ممالک ان کی ہر طرح کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پارلیمنٹ کے کئی ارکان نے صحافیوں کو بتایا ہے۔ کہ اس بات پر اتفاق ہو گیا ہے کہ ایک ایسا ورکنگ گروپ قائم کر دیا جائے جو سہ رکنی کمیٹی کی پیش کردہ تجاویز پر ایک ایک کر کے غور کرے تاکہ بعد میں یہ ساری کمیٹی یعنی پارلیمنٹ اس کے متعلق کوئی فیصلہ دے سکے۔ دمشق کے ریڈیو نے سرکاری طور پر یہ کہا ہے کہ شام ہر ممکن کوشش کرے گا کہ امن قائم ہو جائے۔ اس نے مشورۃً یہ بات بھی کہی کہ زیادہ تر غور اس بات پر ہونا چاہیئے کہ لبنان کی تعمیر نو امن اور مساوات پر قائم ہو یعنی ہر شخص کو انصاف مل سکے اور ہر شخص کو برابر کا شہری سمجھا جائے۔ ریڈیو نے یہ بھی کہا کہ طائف میں ہونے والی میٹنگ ایک ایسا موقعہ ہے جو بار بار نہیں ملا کرتا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لبنان کے لوگ واقعی امن کے خواہاں ہیں۔ تہران کے اخبار تہران ٹائمز نے لکھا ہے کہ سعودی عرب اس لئے لبنان میں امن قائم کرنے کی کوششوں میں دلچسپی کا اظہار کر رہا ہے۔ کہ اسے لبنان کے ملکی حالات پر زیادہ اثر انداز ہونے کا موقعہ ملے۔ اخبار نے طائف کو پارلیمنٹ کے اجلاس کے لئے چنا جانے پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔

اصل میں گناہ کی شناخت کے اصول صرف دو ہی ہیں۔ اوّل حق اللہ کی بجا آوری میں کمی یا کوتاہی دوم حق العباد کا خیال نہ کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریم الدین احمد

چند یادیں چند باتیں

مجھے حضرت میرزا عزیز احمد صاحب کو دیکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہم صدر انجمن کے کوارٹروں میں حضرت میاں صاحب کے ہمسایہ ہوا کرتے تھے۔ حضرت میاں صاحب کو ہم اکثر نماز پر یا دفاتر جاتے آتے دیکھتے تھے۔ آپ سفید براق سادہ سوتی لباس میں ملبوس ہوتے اور دھیمے دھیمے چلا کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر ایک معصوم مسکراہٹ ہر وقت کھیلتی رہتی۔ ہم لوگوں کے سلام پر آپ نہایت آہستگی کے ساتھ مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیتے۔

ہماری ہمشیرہ آپ کی دو صاحبزادیوں کی ہم جماعت تھیں اور ہر دو کے ساتھ خوب گہری دوستی تھی۔ اس نسبت سے حضرت میاں صاحب آپ کو بہت عزت اور تکریم کے سلوک سے نوازتے۔ مجھے یاد ہے کہ بی۔ اے کے امتحان کے لئے ان کا سنٹر سرگودھا کا ایک کالج مقرر ہوا تھا۔ سنہ ۶۹-۱۹۶۸ء میں پبلک سواری کا انتظام کوئی بہت اعلیٰ قسم کا نہ تھا۔ اس واسطے ان ہر سہ طالبات کیلئے سرگودھا جانا اور واپس آنا ایک مشکل امر تھا۔ ان کے آنے اور جانے کے لئے حضرت میاں صاحب نے سواری کا انتظام کیا تھا۔ ہمارے گھر سے حضرت میاں صاحب کا گھر چند قدم کے فاصلہ پر تھا۔ ان کے کچھ پرچہ جات کے اوقات کچھ اس طرح تھے کہ دوپہر کے قریب ربوہ سے سرگودھا کے لئے روانہ ہونا پڑتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت میاں صاحب ہماری ہمشیرہ کو گاڑی جو کہ ان کے دروازہ پر کھڑی ہوتی تھی، تک لانے اور لے جانے کے لئے خود ہمارے گھر تک تشریف لاتے اور اپنے ہمراہ لے جاتے۔ بعض اوقات تیاری میں تاخیر ہونے کے سبب ہماری ہمشیرہ کچھ دیر سے گھر سے نکلتیں تو حضرت میاں صاحب چلچلاتی دھوپ میں باہر کھڑے رہتے اور ان کے چہرہ پر ان کی مخصوص مسکراہٹ کھیلتی ہوتی، اور کسی قسم کی ناگواری کے اثرات کا شائبہ تک بھی ان کے چہرہ پر نہ دکھائی دیتا۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب بھی عمر کے آخری سالوں میں صدر انجمن کے کوارٹروں میں رہائش پذیر رہے۔ آپ ایک متبرک اور اعلیٰ اخلاق کے حامل انسان تھے۔ آپ کے چہرہ پر ایک ہلکا سا تبسم ہر وقت مچلتا رہتا۔ ہر کسی سے مسکرا کر اور شفقت کے ساتھ ہمکلام ہونا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ ہمارے بچپن ہی میں حضرت مولوی صاحب وفات پا گئے تھے۔ مگر مجھے یاد ہے کہ جب کبھی نماز کیلئے جاتے ہوئے یا ویسے کبھی سرِ راہ آپ سے ملاقات ہو جاتی اور ہمارے سلام عرض کرنے پر مسکراتے ہوئے جواب دینے اور بہت شفقت کے ساتھ فرماتے

"چوہدری صاحب کیا حال ہے"۔

ایک نوعمر بچے کو اس طرح عزت کے ساتھ مخاطب کرنا اور پھر تعلق کا بھی اظہار کرنا اس کا طبیعت پر نہایت خوشگوار اثر ہوتا۔

محترم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ایک نہایت شگفتہ اور بذلہ سنج شخصیت کے مالک تھے۔ جس بزم میں ہوتے اپنی خوشگوار اور دلچسپ گفتگو سے اسے یادگار بنا دیتے۔ آپ خوش اطوار و خوش لباس واقع ہوئے تھے۔ جب کبھی آپ سے ملاقات ہوتی نہایت شفقت اور مہربانی کے سلوک سے نوازتے۔ ایک دفعہ میں خلافت لائبریری میں بیٹھا کچھ رسائل کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ آپ خلافت لائبریری کچھ دوسرے بزرگوں کے ساتھ تشریف لائے اور لائبریری کا معائنہ کر رہے تھے اسی دوران میں جس میز پر بیٹھا تھا اس کے قریب آ گئے۔ مجھے دیکھ کر نہایت شفقت اور بے تکلفی کے ساتھ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ

"قرب قیامت کی نشانی ہے
کہ چوہدریوں نے بھی لائبریری
آنا شروع کر دیا ہے"۔

اس کے بعد نہایت شفقت اور پیار کے ساتھ میری حوصلہ افزائی کی۔ اور کتب بینی کے فوائد سے آگاہ کیا۔ اور کچھ کتب جو کہ ان کے اعلیٰ ذوق اور میری کور ذوقی کہ میں نے ان میں سے کوئی بھی نہ پڑھی ہوئی تھی کا مظاہرہ کرتی تھیں کی نشاندہی کی اور تاکید کی کہ انہیں ضرور پڑھو۔

تصحیح نام

گذشتہ دنوں الفضل میں سانحہ ارتحال کے زیر عنوان نور محمد صاحب کلکتہ والا کی وفات کی خبر چھپی تھی موصوف کا پورا نام محمد نور محمد ہے۔

لجنہ کالم

عورتیں اور دعوت الی اللہ

الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۵ء کے مطابق حضرت فضل عمر نے ۸ جولائی کو لاہور میں عورتوں سے خطاب فرمایا۔ اس میں دیگر امور کے علاوہ فرمایا

"میں دیکھتا ہوں کہ عورتوں میں عورتیں بڑی عمدگی سے دعوت الی اللہ کر سکتی ہیں مردوں میں تو ہم مرد کرتے ہیں۔ لیکن عورتوں تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے احمدی عورتوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں میں دعوت الی اللہ کریں۔ انہیں دین سکھائیں۔ اور وعظ کریں۔ جلسے کر کے ان میں عورتوں کو بلائیں اور تقریریں کریں۔ رسالوں اور اخباروں میں عورتوں کے لئے مضمون لکھیں۔ میری اس وقت یہ غرض ہے کہ چونکہ میں لاہور آیا ہوں اس لئے تمہیں بھی کچھ سنا جاؤں۔ قادیان میں بہت سی ایسی عورتیں ہیں، جو قرآن اور حدیثوں کا ترجمہ جانتی اور پڑھاتی ہیں۔ عربی پڑھتی ہیں۔ وہ ادھر کی ہی گئی ہوئی ہیں۔ وہاں کی اصل رہنے والی نہیں ہیں۔ اسی طرح تمام عورتوں کو چاہیئے کہ قرآن اور حدیث سے واقف ہونے کے لئے کوشش کریں۔ خاص کر لاہور کی عورتوں کو اس میں کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہاں تمہارے سامنے ایسی عورتیں ہیں۔ جو دُنیا کے لئے تو کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن انہیں دین کا کوئی فکر نہیں۔ دین کا میدان خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے رکھا ہے وہ اپنے خود ساختہ حقوق کے لئے۔ پردہ کے دور کرنے کے لئے۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اور اسی طرح کی باتوں کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ اور دنیاوی باتوں میں پڑی ہیں خدا تعالیٰ نے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تم خود دین سیکھو اور اوروں کو سکھاؤ اور اپنی نسلوں کو دیندار بناؤ۔ جو باتیں دیندار ماں اپنے بچے کو سکھا سکتی ہے۔ وہ باپ نہیں سکھا سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی دیندار کیوں نہ ہو کیونکہ وہ تو اکثر باہر رہتا ہے۔ اس لئے اولاد کی تربیت میں اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا ماں کا ہوتا ہے۔ ★

۵ جولائی ۱۹۱۵ء کو حضرت فضل عمر نے فرمایا:۔

"ہماری جماعت کی عورتوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ ہم کیا کر سکتی ہیں۔ کہ کچھ کوشش کریں کیونکہ عورتیں اسی طرح خدا سے کلام کر سکتی ہیں۔ جسطرح مرد کر سکتے ہیں عورتیں اسی طرح دنیا کی رہنمائی کر سکتی ہیں۔ جس طرح مرد کرتے ہیں اور عورتیں اسی طرح دنیا کی بدیاں دور کر سکتی ہیں جس طرح مرد کرتے ہیں عورتوں میں اور مردوں میں دین کے معاملے میں کوئی بھی فرق نہیں۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح ہی دین کی خدمت کر سکتی ہیں۔ پس تم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ خدا تعالےٰ نے مرد اور عورت میں ایک جیسی قوتیں رکھی ہیں۔ اگر مرد کمال حاصل کر کے خدا تک پہنچ سکتے ہیں تو عورتیں بھی پہنچ سکتی ہیں۔ مرد دعوت الی اللہ کر سکتے ہیں تو عورتیں بھی کر سکتی ہیں مرد دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہاں فرق ہے تو صرف اتنا کہ مرد اپنے حلقے کے اندر دعوت الی اللہ کر سکتے ہیں اور عورتیں اپنے حلقے کے اندر۔ باقی اس قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے روحانی سلسلے کو صرف مردوں کے لئے کھول رکھا ہو۔ اور عورتیں اس سے محروم ہوں۔"

ضرورت سول انجنیئر تعمیرات

افریقہ کے ممالک غانا، نائیجیریا، سیرالیون میں سلسلہ کی تعمیرات کی نگرانی کے لئے ایک سول انجنیئر کی ضرورت ہے۔ نام پیش کرنے والے احباب تعلیم، تجربہ، سندات، سرٹیفکیٹس وغیرہ کے ساتھ خاکسار کو ملیں۔

افتخار علی قریشی
وکیل المال ثالث تحریک جدید۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر حبیب اللہ خان

تیل کی دولت

قسط ۲

تیل کی پیداوار اور ساحل تک منتقلی

جب کسی مقام پر پتہ لگ جائے کہ تیل موجود ہے تو صرف ایک کنواں کھودنا کافی نہیں ہوتا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس قدر تیل اس ذخیرہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر تیل کی مقدار معمولی ہو تو اس جگہ کام کرنا معاشی نقطہ نگاہ سے نفع بخش نہیں ہو سکتا۔ تیل کی مقدار کا اندازہ کرنے کیلئے پہلے کنویں کا منہ سیمنٹ سے بند کر کے اطراف میں کئی جگہ کھدائی کی جاتی ہے تاکہ ذخیرہ کی وسعت کا اندازہ ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو کہ کس قدر تیل اس جگہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے، ذخیرہ کس شکل کا ہے اور وہاں کتنے کنویں کھودنے اور پلیٹ فارم بنانے ہونگے اور سمندر سے تیل حاصل کرنا ہے تو اس کی خشکی تک منتقلی کے لئے ٹینکر استعمال کرنے ہونگے یا پائپ لائن بچھانا مفید ہوگا۔

ان امور کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ماہرین معاشیات، ماہرین طبقات الارض اور انجینئر ان حقائق کا تجزیہ کر کے دیکھتے ہیں کہ تجارتی اور معاشی اعتبار سے کام کو بڑھانا نفع بخش بھی ہوگا یا نہیں۔ اس کا فیصلہ ہر مقام کے لحاظ سے کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً خلیج فارس میں جہاں سمندر پُرسکون ہوتا ہے اور تیل اتھلے پانی میں ساحل کے قریب ہی دستیاب ہوتا ہے۔ کسی ذخیرہ سے تیل برآمد کرنا بہت منافع بخش ہوتا ہے لیکن اگر اتنی ہی مقدار کا تیل بحرِ شمالی کے کسی ذخیرہ میں موجود ہو تو وہاں منافع کی مقدار بہت کم ہوگی کیونکہ خشکی سے اس کا فاصلہ دور ہوگا اور وہاں سمندر پرسکون نہیں۔ پھر قطعی فیصلہ کرنے سے قبل یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ سارے کام کو مکمل کرنے کے لئے کتنا وقت درکار ہوگا اور قیمتی سرمایہ کتنے عرصہ کے لئے منجمد رہے گا اور کب نفع بخش صورت میں تیل حاصل ہونے لگے گا۔ اگر ان تمام امور پر پورا غور کئے بغیر کام شروع کیا جائے تو محنت، وقت اور سرمایہ کے ضائع جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ابتداء میں ایک دو کنوؤں سے تیل حاصل کیا جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تمام کنوؤں سے تیل برآمد کرنے کا کام ہونے لگتا ہے۔ اگر کام تسلی بخش ہو تو پلیٹ فارم پر سے کھدائی کا سامان اتار لیا جاتا ہے اور صرف وہ سامان اور عملہ رہ جاتا ہے جو تیل کی برآمد کیلئے ضروری ہے۔ عموماً ڈیڑھ صد افراد اس کام کیلئے کافی ہوتے ہیں اور تیل نکالنے کا کام مسلسل ۲۴ گھنٹے جاری رہتا ہے۔ بعض جگہ صرف ایک پلیٹ فارم کافی ہوتا ہے۔ لیکن بڑے ذخیروں پر متعدد پلیٹ فارم لگانے ہوتے ہیں۔ ایک پلیٹ فارم سے ساٹھ تک کنویں کھودے جا سکتے ہیں۔ کنوؤں کی کھدائی کبھی صرف عمودی ہوتی ہے لیکن حسبِ ضرورت ایک مرکزی کنویں کی کھدائی کچھ دور تک عمودی کرنے کے بعد اسکے اطراف ۳۰ درجہ کے زاویہ پر ترچھی کھدائی کی جاتی ہے اور اس طرح قریباً دو میل قطر کے رقبہ سے تیل برآمد کیا جا سکتا ہے۔ ایسی کھدائی سمندر کے پیندے میں ۱۲ ہزار فٹ کی گہرائی تک کر لی جاتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ قریب کے کنوؤں کو مرکزی کنویں سے اس طرح منسلک کر دیا جاتا ہے کہ تیل ایک ہی جگہ ذخیرہ کیا جا سکے۔

تیل کی دریافت اور برآمد کے بعد اگلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ حاصل کردہ تیل کو خشکی تک پہنچایا جائے۔ یہ مرحلہ بھی اپنی ذات میں بڑا اہم ہے۔ کیونکہ تیل اور گیس خطرناک چیزیں ہیں۔ ذرا سی بے احتیاطی سے انسانی زندگی اور ماحول کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تیل کی منتقلی کے دو بڑے طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سمندری ذخیرہ سے خشکی تک پائپ لائن بچھائی جائے۔ اور اس کے ذریعہ سے تیل یا گیس کو خشکی تک پہنچایا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تیل کے ذخیروں کے پاس ہی تیل بڑے بڑے ٹینکروں میں بھر کر ساحل تک لے جایا جائے۔ پائپ لائن کے ذریعہ منتقلی زیادہ محفوظ ہے اور اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بحرِ شمالی سے برطانیہ، نیدر لینڈ اور جرمنی کو تیل لے جانے کیلئے ۱۸ پائپ لائنیں بنائی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ۵۰۰ فٹ کی گہرائی پر بچھائی گئی ہیں۔ اتھلے سمندروں میں تو پائپ لائن بچھانے کا کام چپٹے پیندے کی کشتیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے لیکن ایسے سمندروں میں جہاں پانی پُرسکون نہ ہو جیسے بحرِ شمالی ہے یا گہرے پانی میں لائن بچھانے کا کام نیم ڈوبنی پلیٹ فارموں کے ذریعہ کیا جاتا ہے جو ۱۲۰۰ فٹ گہرے پانی میں بھی بآسانی یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

پائپ لائن بچھانے کے لئے ۴۰ فٹ لمبے فولادی پائپ ساحل پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان پر پلستر یا روغن کیا جاتا ہے، کولتار اور گلاس فائبر کی تہ چڑھائی جاتی ہے اور اس کے بعد کنکریٹ کی تہ چڑھاتے ہیں۔ پائپوں کے سروں پر تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے تاکہ پائپوں کو باہم جوڑا جا سکے۔ جوڑ لگانے کے بعد ایکسرے کے ذریعہ امکانی خرابی کا پتہ لگاتے ہیں۔ اس کے بعد جوڑ پر دھات کی تہ چڑھا دی جاتی ہے۔ ان پائپوں کو بڑی احتیاط سے کشتی کے ذریعہ پانی میں اُتارا جاتا ہے تاکہ کوئی جوڑ کھل نہ جائے۔ لائن بچھاتے وقت لنگر خاص طریقے سے استعمال ہوتے ہیں اور پائپ لائن آہستہ آہستہ پانی میں اُتر جاتی ہے۔ جب لائن ساحل کے قریب پہنچتی ہے جہاں کشتی زیادہ اتھلے پانی میں نہیں جا سکتی تو ساحل پر سے قریباً نصف میل لمبا لائن کا ٹکڑا پانی میں اتار کر اسے سمندری پائپ سے جوڑ دیا جاتا ہے جوڑنے کا یہ کام زیرِ آب ہی ایک ایسے کمرہ میں کیا جاتا ہے جس میں سے دباؤ کے تحت ہوا پمپ کر کے پانی نکال دیا جاتا ہے۔ جب پوری لائن بچھ جاتی ہے اور تیل کے ذخیرہ کا ساحل سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے تو ایک گول سی چیز پائپ میں رکھ کر اس کو ہوا یا پانی کے دباؤ سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دھکیلا جاتا ہے تاکہ کوئی رکاوٹ یا غیرضروری چیز اندر ہو تو وہ خارج ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ جوڑ لگانے سے پائپ لائن کی اندرونی شکل میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ اس کے بعد ساری لائن میں پانی بھر دیا جاتا ہے اور دباؤ کی پیمائش کی جاتی ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ لائن میں کوئی سقم نہیں رہ گیا۔ پائپ لائن کی مزید حفاظت کیلئے سمندر کے پیندے میں ایک سے تین گز گہری نالی کھود کر اس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پانی کی لہریں ان خندقوں کو تہ نشین مادوں سے خود بخود بھر دیتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً غوطہ خور معائنہ کرتے رہتے ہیں کہ کہیں پائپ لائن باہر نکل کر ٹیڑھی تو نہیں ہو گئی۔

پائپ لائن بچھانے کا کام بڑے مصارف چاہتا ہے۔ بحرِ شمالی میں جہاں ماحول پُرسکون نہیں کام کی رفتار سُست رہتی ہے اور اخراجات ۲۰ لاکھ ڈالر فی میل تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں ٹینکروں کے ذریعہ تیل کی منتقلی کی جاتی ہے۔ ٹینکر بہت بڑے بڑے جہاز ہوتے ہیں جو خاص تیل کی منتقلی کیلئے تیار کئے جاتے ہیں اور اکثر صورتوں میں ان کا وزن دو ہزار ٹن سے زائد ہوتا ہے، ان میں تیل بھرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پلیٹ فارم سے جہاں تیل نکالا جاتا ہے ایک پائپ لائن تھوڑی دُور تک سمندر کے پیندے کے ساتھ ساتھ بچھائی جاتی ہے۔ اس لائن کا تعلق ایک ایسے ترنا (بوائے) سے جوڑ دیا جاتا ہے جو لنگر کے ذریعہ اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے۔ ترنے پر تیل کا ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ ٹینکر ترنا کے قریب جاتا ہے اور پمپ کے ذریعہ تیل ٹینکر میں بھر دیا جاتا ہے۔ خشکی پر تیل اور گیس کی منتقلی پائپ لائن کے ذریعہ ہی عمل میں آتی ہے۔

تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر

خشکی پر تو تیل کی پیداوار لمبے عرصہ سے ہو رہی ہے لیکن ساحل سمندر سے پرے یعنی سمندر کی تہ میں سے تیل نکالنے کی ابتداء بیسویں صدی کے نصف اول میں شروع ہوئی اور اب ۹۰ سے زائد ممالک کے سمندروں میں یہ کام ہو رہا ہے۔ قریباً ۳۰ ممالک ایسے ہیں جہاں اس وقت زیرِ آب تیل کی پیداوار جاری ہے۔ جو تیل اس ذریعہ سے حاصل ہو رہا ہے وہ دنیا کی کل پیداوار کا ۲۳ فیصد کے قریب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندروں میں پائے جانے والے تیل اور گیس کے ذخائر بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سمندروں میں اس وقت تک ۳۰ ہزار سے زائد کنویں کھودے جا چکے ہیں جو زیادہ تر خلیج میکسیکو میں ہیں اور اندازہ کیا گیا ہے کہ بحیثیت مجموعی یہ ذخائر ۴۸ بلین بیرل تیل اور ۲۳۱ ٹریلین مکعب فٹ گیس پر مشتمل ہیں۔ (ایک بیرل میں ۴۲ گیلن تیل ہوتا ہے۔ ایک بلین ایک ارب یا 10^9 کے برابر ہوتا ہے اور ایک ٹریلین دس کھرب یا 10^{12} کے برابر ہے۔) ۱۹۸۳ء کی ضروریات کے مطابق اندازہ ہے کہ تیل اور گیس کے یہ ذخائر علی الترتیب ۲۵ اور ۶۵ سال کے لئے کافی ہوں گے

اس جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر سے نکالا جانے والا تیل خشکی کے مقابلہ میں ایک تہائی ہے۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ تیل کے معلومہ ذخائر کا قریباً ۱/۵ حصہ ساحل سمندر کے پرے موجود ہے اس میں سے جو تیل اس وقت حاصل ہو رہا ہے وہ کل زیرِ آب ذخائر کا صرف ۱۸ فیصد ہے۔ اس لئے زیرِ آب ذخائر سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی سرتوڑ کوششیں کی جارہی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۵ء میں ختم ہونیوالے دھاکے میں تیل کی تلاش، اس کی صفائی اور ترقی پر جو رقم صرف ہوئی وہ قریباً ۹ کھرب ڈالر ہے۔ جس کا بڑا حصہ ساحل پر صرف کیا گیا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ قدرت کے اس عطیہ سے استفادہ کی کتنی اہمیت ہے اور کس قدر محنت اور سرمایہ اس کام کے لئے وقف ہے۔ ایک ہوشمند انسان جب ان پوشیدہ ذخائر کی وسعت اور دستیابی پر غور کرتا ہے تو اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کائنات کا ایک عالم الغیب اور بڑی قدرتوں والا خالق ہے جس کو علم ہے کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ انسانی ضروریات کس قدر بڑھ جائیں گی۔ ان کو پورا کرنے کے لئے کروڑوں سال ان کی تیاری کا اہتمام کیا اور بروقت ان کے انکشاف کے لئے انسان کی رہنمائی فرمائی۔

تیل اور گیس کی پیداوار کے مصارف

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تیل اور گیس کے جو کنوئیں گذشتہ ۲۰ - ۲۵ سال میں خشکی اور تری پر کھودے گئے ان کے کوائف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھدائی کا کام خشکی کے مقابلہ میں سمندر میں دوگنی گہرائی تک کیا گیا اور کھدائی کے اخراجات فی فٹ خشکی کے مقابلہ میں تین سے پانچ چھ گنا زیادہ ہوئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گیس کے حصول کے لئے زیادہ گہرائی تک کھدائی کرنی پڑی اور مصارف زیادہ رہے۔ درج ذیل جدول سے کھدائی اور ہونے والے اخراجات کا کچھ اندازہ ہو جاتا ہے۔

گہرے پانیوں میں تیل کی پیداوار کا کام بڑا خرچ چاہتا ہے۔ اس کے لئے ایسے کنوؤں کی ضرورت ہے جن کی پیداواری صلاحیت زیادہ ہو، ذخائر وسیع ہوں، ٹینکروں کا نظام معقول ہو تیل اور گیس کو مارکیٹ میں لانے اور فروخت کرنے کے مصارف مناسب ہوں اور سیاسی فضا بھی پرسکون ہو۔ اخراجات کا اندازہ اس امر سے ہی ہو سکتا ہے کہ ایک ڈیکنی جہاز کو اپنی جگہ پر کھڑا رکھنے کے اخراجات ہی ۵۰ ہزار ڈالر یومیہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر سمندر میں کھدائی کرنے کے کام میں سرمایہ کے ضیاع کا بھی بہت خطرہ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ۱۲۶۰ کنوؤں کی کھدائی اوسطاً دس ہزار فٹ تک کی گئی تو ان کا اوسط خرچ ۲۵ لاکھ ڈالر فی کنواں ہوا۔ یہ اخراجات اس سال خشکی پر کھودے جانے والے کنوؤں سے دس گنا زیادہ رہے۔ پھر ایک تہائی کنوئیں خالی یا خشک سوراخ ثابت ہوئے۔

بحر شمالی میں ایک ذخیرہ فارٹیز فیلڈ پر چار پلیٹ فارم لگے ہوئے ہیں۔ اس ذخیرہ کی ترقی پر بشمول پلیٹ فارم اور پائپ لائن ڈیڑھ ارب ڈالر کا سرمایہ لگایا گیا۔ اگرچہ یہ رقم بہت بھاری معلوم ہوتی ہے لیکن حساب لگانے سے معلوم ہوا کہ بالکل مناسب ہے کیونکہ فی بیرل (۴۲ گیلن) صرف ۸۱ سینٹ خرچ کئے گئے۔ اگرچہ حاصل شدہ تیل کی صفائی، منتقلی اور فروخت پر بھی کافی خرچ ہوتا ہے تاہم یہ سب اخراجات مناسب ہیں اور لگے ہوئے سرمایہ پر کافی منافع حاصل ہوتا ہے۔

(مضمون ہذا کے سلسلے میں بعض معلومات عناوین کے ساتھ جدول کی مدد سے دی گئی ہیں۔ وہ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ کریں۔)

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

• مکرم خادم حسین صاحب رند کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ کے والد محترم عرصہ سے بیمار ہیں۔

• مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ (سیالکوٹ) کچھ عرصہ سے عارضۂ قلب کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ہسپتال میں گر جانے کی وجہ سے بازو کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہے۔

• محترمہ حامدہ بیگم صاحبہ بنت گیانی عباد اللہ صاحب میامی امریکہ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

• مکرم منشی محمد ابراہیم صاحب ننگلی چک نمبر ۳۰۰ چند ماہ سے شدید بیمار ہیں بہت کمزور ہو گئے ہیں۔

قارئین الفضل ان سب احباب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تقریب شادی

مکرم فضل الرحمان صاحب بٹ ولد عبد الرحمان صاحب بٹ جو کہ حضرت منشی محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹی کے پوتے ہیں۔ کا نکاح ہمراہ عزیزہ شمامہ صاحبہ بیت الذکر سیالکوٹ میں ۲۹ ستمبر بروز جمعۃ المبارک مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھایا۔ پروگرام کے مطابق سیالکوٹ میں ۱۹ اکتوبر کو تقریب رخصتی اور ۲۰ اکتوبر کو دعوت ولیمہ کی تقریب عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نمایاں کامیابی

عزیزم مکرم محمد اسماعیل صاحب مبشر ابن محمد یوسف ناصر وکالت مال تحریک جدید نے امسال بفضل خدا ایف۔ ایس۔ سی کے امتحان میں ۸۱۳/۱۰۰۰ نمبر حاصل کر کے اعلیٰ پوزیشن حاصل کی ہے مزید اعلیٰ ترقیات کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

وقف عارضی کی کم از کم مدت۔ دو ہفتہ

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا:۔

"میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے بجالانے کی پوری کوشش کریں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۳ مارچ ۶۶ء ص۴)

ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد
(تعلیم القرآن۔ وقف عارضی)

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ ۱۵ روپے
بڑی شیشی ۶۰ گرام پینتالیس ۴۵ روپے
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۱۰۵: میں عزیزہ بیگم زوجہ کریم بخش خالد قوم رند بلوچ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار النصر غربی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۸۹-۴-۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۲ ۱/۲ تولہ مالیتی ۷۸۵۰/- روپے (۲) حق مہر ۶۰۰۰/- روپے (۳) واشنگ مشین ۲۱۰۰/- روپے (۴) سلائی مشین پرانی ۴۰۰/- روپے۔ (۵) نقد ۸۰۰/- روپے (۶) گھڑی ۱۵۰/- روپے۔ اس وقت مجھے ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ عزیزہ بیگم زوجہ کریم بخش خالد ۲۹/۳ دار النصر غربی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ قادر بخش خان والد موصیہ وصیت نمبر ۱۲۲۸۴ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد سلطان خان برادر موصیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرح چندہ الفضل بیرون پاکستان

ممالک یورپ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۱۳۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۱۷۰۰ روپے

ممالک امریکہ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۱۵۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۲۰۰۰ روپے

بنگلہ دیش، ایران وغیرہ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۹۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۱۱۰۰ روپے

"ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے۔"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ)

خبریں

ملکی خبریں

• وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے دولت مشترکہ کے سربراہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سترہ برس بعد ایک جمہوری ملک کی حیثیت سے پاکستان کی دولت مشترکہ میں واپسی ایک یادگار واقعہ ہے۔ اب جبکہ دنیا بھر میں آزادی کی تازہ ہوائیں چل رہی ہیں خوف و خدشات دور ہو رہے ہیں اور نئی حقیقتیں سامنے آ رہی ہیں تو اس نئے ماحول اور فضا میں علاقائی مسائل حل کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

• سیف گیمز میں خواتین کی شمولیت کے خلاف لاہور میں خاموش احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ تنظیم اسلامی کے کارکن کتبے اور پوسٹر اٹھائے ہوئے شاہراہ قائداعظم پر احتجاجاً کھڑے رہے۔

• فیصل آباد میں سپر سٹور لوٹنے کی کوشش میں گورنمنٹ کالج کے طالبعلم گرفتار کر لئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں سال اوّل کے طالب علم ہیں اور کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

• مشرقی جرمنی میں سرکاری کمیونسٹ پارٹی کے بزرگ لیڈر ایرک ہونیکر نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ ان کی جگہ ۵۲ سالہ ریگون کرینس نے لے لی ہے جو کہ پولٹ بیورو کے سب سے کم عمر ممبر ہیں۔

ملک میں اصلاحات کے لئے بڑے پیمانے پر جو مظاہرے ہوتے رہے ہیں انکے باعث مسٹر ہونیکر پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اور ہزاروں افراد کے مغربی جرمنی کی طرف فرار نے اس دباؤ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق انہوں نے خرابیٔ صحت کے باعث استعفیٰ دیا ہے۔ وہ ۱۹۷۱ء سے پارٹی کے سربراہ تھے۔

• کیلیفورنیا میں زلزلے سے مرنے والوں کی تعداد ۳۰۰ کے لگ بھگ ہو گئی ہے اور سینکڑوں دیگر افراد زخمی بھی ہوئے ہیں۔ زیادہ تر اموات شہر اوک لینڈ میں ہوئیں جہاں اونچی سطح سے ایک سڑک ڈھے کر زیریں حصے میں آ گری جو کہ بھیڑ کے اوقات میں کاروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔

• سان فرانسسکو میں بھی ۲۰ افراد کے ہلاک ہونے کی خبر ملی ہے۔ ریکٹر اسکیل پر زلزلے کی شدت تقریباً سات درجے ریکارڈ کی گئی ہے اور زلزلے کا مرکز سان فرانسسکو کے جنوب میں ۷۵ میل دور بتایا جاتا ہے صدر بش نے علاقے کو آفت زدہ قرار دے دیا ہے اور ہر ممکن امداد کی کوششیں جاری ہیں۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر ربوہ

ریلوے روڈ رحمت بازار

فون: رہائش: ۴۳۱
آفس: ۵۲۱

کورنگی کراچی میں نہایت باموقعہ

کوٹھی برائے فروخت

برلب سڑک کارنر پلاٹ میں کوٹھی K-1 مارکیٹ و بس ویگن ٹیکسی سٹاپ کے بالکل قریب۔ کشادہ کمرے، گیلری ڈرائنگ و ڈائننگ بالکل نئی تعمیر۔ مالک خود ہی رہائش پذیر ہے معہ ٹیلیفون۔ فوری برائے فروخت

رابطہ کراچی: فون ۳۱۳۶۸۷ یا
ربوہ فون ۷۷۶ غلام مصطفیٰ
دار العلوم شرقی ربوہ مکان ۱۲/۳۶

جائیداد کی خرید و فروخت کا مرکز
خدمت میں پیش پیش

ملک پراپرٹی ڈیلر

گولبازار ربوہ نزد خورشید یونانی دواخانہ

فون آفس ۹۹۷ ۴۴، گھر: ۳۶۷

• نرینہ اولاد سے محروم
• بے اولاد • اٹھراء
• سوکھا
• گرمی • گیس
کا علاج کرنے والے

حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی ملتان

ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۷ تاریخ
حکیم عبدالحمید اعوان
مطب میں حاضر ہوتے ہیں